غزل

جناب فانی مرادآبادی

سینکڑوں رنگیں سلام آتے رہے جاتے رہے
صبح وشام اُن کے پیام آتے رہے جاتے رہے

میں ہی تشنہ لب اُٹھا ورنہ تو یہ عالم ہوا
دم بدم محفل میں جام آتے رہے جاتے رہے

اک ترا دردِ محبت ہی نہ دل سے جا سکا
حادثے تو صبح وشام آتے رہے جاتے رہے

مُنہ کے بل گرتے ہی دیکھا آجتک ہر راہبر
کیسے کیسے تیز گام آتے رہے جاتے رہے

تھی جنوں کی رہبری اُس جائے عقل وہوش کی
چند ایسے بھی مقام آتے رہے جاتے رہے

آرزوئے دل کسی کی بھی نہ پوری ہو سکی
عشق میں لغزیدہ گام آتے رہے جاتے رہے

کون اس دار ورسن سے آجتک جھجکا ندیم
حق پسنداں زیر دام آتے رہے جاتے رہے

غزل

جناب شارق ایم اے

وہ وقت بھی کیا وقت تھا جب تیرے قریں تھا
ہر خواب محبت مرا معراجِ یقیں تھا

کچھ اور ہی عالم تھا مرا تجھ سے بچھڑ کر
شاداں بھی نہیں تھا میں پریشاں بھی نہیں تھا

کیا شے تھی وہ دزدیدہ نظر یہ نہیں معلوم
یہ یاد ہے اک درد سا پہلو میں کہیں تھا

تھا دیر وحرم کے لئے معراجِ تمنا
وہ سجدۂ بے نام جو مقصودِ جبیں تھا

کیا چیز تھی محویّتِ پُر شوق نہ پوچھو
میں دور رہا اُن سے مگر اُن کے قریں تھا

جس سجدہ کا احساس رہا وقتِ عبادت
وہ سجدہ محبت کے لئے ننگِ جبیں تھا

یہ حال تھا شارق کا بھی کل میر کی صورت
"آنکھیں تو کہیں تھیں، دل غمدیدہ کہیں تھا"